احمدیت انسانوں کی بنائی ہوئی تنظیم نہیں ہے
اس کی بنیاد خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷؍اپریل ۱۹۷۰ء بمقام مسلم ٹیچرز ٹریننگ کالج لیگوس ۔ نائیجریا)

نوٹ:۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ خطبہ انگریزی زبان میں ارشاد فرمایا تھا جس کا اردو ترجمہ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل ہے۔

تشہّد و تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

انسانوں کی خود اپنے ہی ہاتھوں قائم کی ہوئی تنظیم کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کے اراکین نے آپس میں یہ عہد کیا ہے کہ وہ مل جل کر کام کریں گے اور ایک مشترکہ مقصد کے حصول کے لئے کوشش کرتے رہیں گے لیکن اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے اس کی حیثیت ایک کلب کی سی نہیں ہوتی یہ ایک جماعت ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ خود اپنے ہاتھ سے قائم کرتا ہے اور جس پر اسکی برکتیں نازل ہوتی ہیں۔

درحقیقت ان دونوں میں فرق کو یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ جب لوگ باہم مل کر کوئی تنظیم قائم کرتے ہیں تو وہ اس بات کے بھی مجاز ہوتے ہیں کہ اس تنظیم کو توڑ ڈالیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی جماعت کو قائم کرتا ہے تو دنیا میں کوئی فرد یا کوئی ادارہ نہ اس بات کا حق رکھتا ہے اور نہ ہی اسے یہ قدرت حاصل ہوتی ہے کہ اس جماعت کو توڑ دے۔ انسانوں کی قائم کردہ تنظیمیں ایک سے زیادہ حصوں میں بٹ سکتی ہیں اور اکثر بٹ بھی جاتی ہے اور ان میں سے ہر ایک حصہ کو

اتنے ہی حقوق اور مراعات حاصل ہوتی ہیں جتنی کہ اپنی اپنی جگہ دوسرے حصوں کو، اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت بھی متعدد حصّوں میں تقسیم ہوسکتی ہے لیکن ان میں سے جماعت کا صرف ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی برکات کا مورد رہ سکتا ہے باقی سب ان فیوض سے محروم کر دیئے جاتے ہیں انسانوں کی قائم کردہ تنظیم زیادہ سے زیادہ اپنے اراکین کی دنیوی اور مادی ضروریات کو پورا کرسکتی ہے یہ تنظیم سکول قائم کرسکتی ہے ہسپتال جاری کرسکتی ہے لائبریریاں اور دیگر ایسے ہی ادارے قائم کرسکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت اپنے اراکین کے لئے اس سے بہت کچھ زیادہ کرنے کی اہل ہوتی ہے اور یقیناً ان کیلئے وہ مادی ضروریات سے بہت کچھ بڑھ کر دکھاتی ہے درحقیقت الٰہی جماعت کے قیام کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے اراکین کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے میں مدد دے اور یہ ایسی بات ہے جسے انسانوں کی بنائی ہوئی تنظیم کسی صورت میں بھی سرانجام نہیں دے سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی برکات یا ان کا وعدہ اس تنظیم کے شامل حال نہیں ہوتا برخلاف اس کے الٰہی جماعت تو شروع ہی اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت اور کامیابیوں کے ہزاروں وعدوں کے ساتھ ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس فرق کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

”بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا یہی تائید دین کے لئے کافی ہے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری انتہائی ہستی کی انتہائی اغراض کیا ہیں اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہوسکتے ہیں۔ سو انہیں جاننا کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالیٰ سے سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ سے چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے۔ سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز نہیں کھل سکتیں...........

جو آسمان سے اترا وہی آسمان کی طرف لے جاتا ہے۔ سو اے وے لوگو! جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک وشبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو.......... اپنی سچی رفاہیّت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انہی تدبیروں میں نہ سمجھو جو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کی

جاتی ہیں اور یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات کا پہلا زینہ متصوّر ہوسکتے ہیں مگر اصل مدّعا سے بہت دور ہیں......... امیدوں کا تمام مدار وانحصار ان رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہوسکتا اور اس آسمانی نور کے اترنے کی ضرورت ہے جو شکوک وشبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا وہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت اور سچے عشق اور سچی اطاعت کی طرف کھینچتا ہے۔........

اگرچہ تم اپنی دنیوی فکروں اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانش مندی اور متانت رائے کے مدعی ہو۔ مگر تمہاری لیاقت تمہاری نکتہ رسی تمہاری دوراندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہوجاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعہ سے اس دوسرے عالم کا ایک ذرہ سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جس کی سکونت ابدی کے لئے تمہاری روحیں پیدا کی گئی ہیں۔'' (فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ ۴۱ تا ۴۳)

سو یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ انسان آسمانی روشنی یعنی الٰہی نور کے بغیر نابینا اور اندھا ہے اللہ تعالیٰ نے جو رحمٰن اور رحیم ہے انسان کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ انسانی خیالات کے جنگلوں میں بھٹکتا پھرے اس نے تمام زمانوں میں انبیاء کو مبعوث فرمایا تا کہ وہ حقیقی اور اصل مقصد کی طرف انسانوں کی راہنمائی کریں اس سلسلہ میں آخری راہنما حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے نوعِ انسان کی راہنمائی کے لئے جو احکام آپ کو عطا کئے گئے وہ قرآن مجید میں درج ہیں اور ان کا بہترین عملی نمونہ یا اُسوۂ حسنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی حیات طیبہ ہے حضورؐ کے بعد خلفاء راشدین کا دور آیا جو کہ آپ کے سچے جانشین تھے اور جن کے وجودوں میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ روشنی پوری طرح منعکس تھی۔ خلافت راشدہ کے دور ختم ہوجانے کے بعد مجددین انسانوں کی اس وقت تک راہنمائی کرتے رہے یہاں تک کہ حضرت میرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام مسیح موعود اور مہدی معہود بن کر دنیا میں تشریف لے آئے آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز اور آپ کے عظیم روحانی فرزند تھے اور آپ کی بعثت ان متعدد پیشگوئیوں کے مطابق ہوئی جو قرآن مجید اور اس سے پہلی کتب مقدسہ میں درج ہیں اور جن کا احادیث نبوی میں بھی ذکر ہے آپ کی بعثت سے شکوک وشبہات اور بے یقینی کے سیاہ بادل چھٹ گئے اور

انسان ایک دفعہ پھر اپنے خالق کے قریب آ گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ذریعہ انسان نے نئی زندگی حاصل کر لی اور اس کی زندگی بامقصد ہوگئی اور اس نے جان لیا کہ اس کی زندگی کا حقیقی مقصد کیا ہے اور اسے کس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال سے اس روشنی نے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی تھی چمکنا بند نہیں کر دیا حضور کا تو وصال ہو گیا لیکن وہ روشنی اپنی جگہ پر قائم ہے اور روحوں کو باقاعدہ اور مسلسل منور کر رہی ہے اور مَردوں اور عورتوں کی ان کی حقیقی منزل کی طرف راہنمائی کر رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو روشنی اور بصارت کے بغیر نہیں چھوڑ دیا روشنی چمک رہی ہے اور اس کی شعاعیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلفاء کے ذریعہ اکنافِ عالم میں پہنچ رہی ہیں ان خلفاء کو چھوڑ کر نہ کہیں روشنی ہے نہ حقیقی راہنمائی۔

درحقیقت خلیفہ کسی دنیاوی انجمن کا سربراہ نہیں ہوتا اس کا انتخاب خدا خود کرتا ہے اور وہ خدا کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے اسکے ذریعہ آسمانی مقصد اور آسمانی سکیم کی دنیا میں نمائندگی ہوتی ہے یاد رکھو کہ احمدیت کوئی انسانوں کی ازخود بنائی ہوئی کلب نہیں ہے یہ ایک جماعت ہے اور جماعت بھی ایسی جس کی اللہ تعالیٰ نے خود بنیاد رکھی ہے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی راہنمائی کرتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ ہی حقیقتاً تمام روشنی کا منبع ہے۔ اس جماعت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کی عظمت اور شان کو دوبارہ قائم کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے یہی جماعت انسانیت کی امیدوں کا مرجع اور اس کے درخشندہ مستقبل کی ضامن خلافت قدرت ثانیہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کی دوسری تجلی اگرچہ خلیفۃ المہدی المعہود تو نہیں ہوتا لیکن وہ المہدی المعہود کا جانشین ضرور ہوتا ہے اس کا آنا اس وقت ہوتا ہے جب المسیح الموعود والمہدی المعہود کا وصال ہو جائے یہ بات تو واضح ہے کہ مہدی علیہ السلام جسمانی طور پر ہمیشہ تو اس دنیا میں نہیں رہ سکتے تھے لیکن خلافت رہ سکتی ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ قائم رہے گی درحقیقت خلافت اسلام کی ان برکات کے تسلسل کا نام ہے جو مہدی موعود دوبارہ دنیا میں لائے تھے۔

اب اللہ کی مشیّت نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ جانشینی کی بھاری ذمہ داریاں میرے کمزور

کندھوں پر ڈالی جائیں جن لوگوں نے میری اطاعت کا عہد کیا ہے اور اسلام کی خدمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے جلال اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وعظمت کے اظہار کے لئے کوشاں ہیں انہیں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ کامیابی اور خدمت کرنے کی توفیق کے لئے ہم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں اگر انسانی امداد باہم نہ پہنچائی جائے تو وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے شکر کے طور پر ہونی چاہئے کہ اس نے محض اپنے فضل سے اپنے دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور یہ مدد اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے وصول کرنی چاہئے۔ کیونکہ اس کی مرضی کے بغیر کوئی چیز بھی نہ کسی کام آ سکتی ہے اور نہ کسی حقیقی مدد کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے اور ہمت عطا کرے کہ ہم ثابت قدمی سے اسی کے ہو رہیں اور غیر اللہ سے ہمارا کوئی تعلق نہ ہو ہم اس کے دین کی خاطر اور اس کی رضا کی حصول کی خاطر ہمیشہ ہر قربانی کرنے کے لئے تیار رہیں اور ہر قسم کے بتوں کو، دولت کے بت، طاقت کے بت لوگوں کی خوشنودی یا ان کی ناراضی کے بت، تعداد کی کثرت کے بت اور نسلی امتیاز کے بت پاش پاش کر دیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہو اور ہماری مدد اور نصرت فرمائے خدا کرے کہ اس کی رضا اور اس کی خوشنودی بتمام وکمال ظاہر ہو۔ آمین یا ربّ العالمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۴؍مئی ۱۹۷۰ء صفحہ ۳، ۴)

❁❁❁